

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمعیل ایم۔اے
۱۸ وارث روڈ۔لاہور } ایڈیٹر

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹینٹ
بیکلوڈ روڈ۔ لاہور } رخصت پر

پادری ایچ۔ای وائلی صاحب
ایس۔ٹی۔ایم۔ایمپریس روڈ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے۔ تمام مضامین و اشتہارات برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر وارث روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دُنیا میں آنے کو تھا

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء | نمبر ۳۹

مسدّسِ منّت

گذشتہ سے پیوستہ

اے اندھے رہنماؤ اور اے احمقو بھلا   مقدس بڑا ہے یا کہ وہ سونا جو ہے چڑھا
کیا اُس نے اُسکو پاک و مقدس نہیں کیا   کیا خطِ امتیاز ہے ان دو میں دو بتا
یہ عہد ایک سے ہے تو ہے دوسرے سے بھی
یہ عہد ایک سے ہے تو ہے دوسرے سے بھی

پھر یہ بھی کہتے ہو کہ جو قربانگاہ کی   کھائے قسم تو کیا ہے مگر نذر جو چڑھی
کھائے قسم جو اس کی کرے پوری وہ بھی   قربانگاہ یا کہ چڑھی نذر ہے بڑی
قربانگاہ کرتی ہے پاکیزہ نذر کو
اور پاک و صاف صورت دوشیزہ نذر کو

قربانگاہ کی جو قسم کھاتا ہے بشر   کھاتا ہے اُسکی بھی جو ہے قربانگاہ پر
مقدس کی کھاتا ہے قسم انساں کوئی اگر   اُسکی بھی کھاتا ہے کہ وہ جس کا ہے خاص گھر
اور آسماں کی تختِ الٰہی کی ہے قسم
خلاقِ ماہ و خالقِ ماہی کی ہے قسم

افسوس اے فریسیو تم ہو وہ جز رس   پودینہ زیرہ اور انیسوں دو گنگ دس
دیتے ہو پورا چندہ میں کم ہو نہ ایک خس   ایمان و رحم و عدل کی لیکن نہیں ہوس
لازم تو تھا کہ دونوں سے منہ کو موڑتے
کرتے اسے ضرور انہیں بھی نہ چھوڑتے

اے اندھے رہنماؤ تمہارا عجب ہے دم   مچھر نگلتے وقت گھٹے کیا سبب ہے دم
کھا جاؤ سارا اونٹ یہ کیسا غضب ہے دم   لیتے نہیں ڈکار بھی کیا تیل لب ہے دم
سعدی چہ خوش بگفت کسے استخواں خورد
نا فش اگر گرفت ہمانا شکم درد

افسوس اے فریسیو تم پر ہایں بیاں   اوپر سے دھوتے ہو جو پیالے رکابیاں
اور اندر اس کے لوٹ کو کرتے ہو تو شیاں   اندر سے پہلے صاف کرو اُسکو جو ہے نہاں
اندر سے صاف ہے تو وہ باہر بھی صاف ہے
باطن ہو پہلے صاف تو ظاہر بھی صاف ہے

افسوس ہے فریسیو تم لوگوں پر زحد   ظاہر میں تم ہو جیسے سفیدی پھری لحد
اور اندر اسکے ہڈیاں اور سخت بوی بد   نفرت ہو جس سے لوگوں کو متلای جی جو بد
زیبا ہو تم بھی ایسے ہی ظاہر کی زیب سے
اندر بھرے ہوئے ہو ریا و فریب سے

افسوس اے فریسیو تم پر ہے اور نفور   کرتے ہو انبیا کی جو آراستہ قبور
اور کہتے ہو جو ہوتے تم اسوقت تو ضرور   اس خون انبیا کی شراکت سے رہتے دور
پس ان کے رشتہ میں ہوئے تم پتہ ہے یہ
نبیوں کے قاتلوں کے ہو فرزند سچ ہے یہ

پیمانہ ان کا سانپو تم کے بچو تم اب بھرو   کس نے تمہیں سکھایا سزا سے حذر کرو
بھیجا تھا انبیا کو کہ دھیان اطرف دھرو   جو کچھ تمہیں سنائیں سنو اور ڈرو
تم نے پکڑ کے قتل کیا اُن سے بعض کو
مصلوب بھی تو کر ہی دیا اُن سے بعض کو

میں نے تیری خبر کان سے سنی تھی پر اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں اس لئے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے اور میں خاک میں اور راکھ میں توبہ کرتا ہوں (ایوب ۴۲)

مثنوی صبرِ ایوب

(منظومہ جناب کیدار ناتھ صاحب بنت سکینہ گھنرا چوری)

گو پہلے سے روشناس تھے وہ
گردوں تھے اس پاس تھے وہ

دیکھا کہ راکھ اس نے ہے بچھائی
تن پر ہے بھبھوت سی رمائی

اب جان نپائی اس کی صورت
چیخے چلائے آہ کر کے
دیکھا اسے جامہ سے چرُیاں

پہچان نپائی اُس کی صورت
بےخود کو رہا تباہ کر کے
دامن کیا چاک بگریباں

اس غم کا غبار دل پہ چھایا
سر سے سوئے آسماں اُڑا دی
بُھولے گھبرا کے رات دن تک

تب خاک کا خاک یوں اُڑایا
دھول اسکی بھی مٹی میں ملا دی
وہ بولے نہ اُس سے سات دن تک

ایوب کی اضطرابی اور اظہار بےتابی

ایوب نے منہ اب اپنا کھولا
نابود وہ دن ہو یا الٰہی
پیدا ہؤا پیٹ میں پڑا میں
ہوجائے وہ ایسا دن اندھیرا
خورشید نہ اُس کا رب نکالے
تاریکی کی بدلی اس پہ چھاجائے
دن کا مالک اُسے ڈرائے
ایام برس کریں نہ مکتوب
وہ رات علیحدہ ہی کی جائے
دن کو بُرا کہنے والے آمیں
اس شام کے تیرہ ہوں ستارے
میرے لئے بطن کے کواڑے
کیوں مرنہ گیا میں پیٹ ہی میں
کیوں آگے سے گھٹنوں نے لیا تھا
کیوں چوستا چھاتیاں ہوئیں کیوں

خاموش تھے دوست ان سے بولا
اس رات پہ بھی پڑے تباہی
ان دو کے لپیٹ میں پڑا میں
اس پر نہ اُجالے کا ہو پھیرا
اوپر سے نظر نہ اس پہ ڈالے
اور موت کا سایہ اُس پر آجائے
اس رات کو تیرگی چھپائے
ہو بارہ مہینوں میں نہ محسوب
اس میں نہ صدا خوشی کی دیجائے
اس رات پہ لعنتیں سنائیں
وہ دیکھے پر اس کے ہوں نہ تارے
کیوں کھولے اور آئی کیوں نہ آڑے
جان آتی نہ اس لپیٹے ہی میں
دم گھونٹ نہ کیوں مرا دیا تھا
چپ رہتا میں سوتا چین سے یوں

شاہوں کے مشیروں کے مکاں میں
آراستہ لعل اور گہر سے
پوشیدہ حمل کی طرح گرتا
باز آتے شرارتوں سے اشرار
آرام اسیر کو وہاں ہے
چھوٹے بڑے ہیں مساوی دلشاد
کیوں روشنی پاتے ہیں پریشاں
وہ موت کو آہ دیکھتے ہیں
کھودے کوئی جس طرح خزانہ
وہ گور سے ہم بغل ہوں خوش ہیں
پوشیدہ ہے راہ جس سے جسکی
کیوں اس سے کرے کشادگی جنگ
کھانے سے پہلے آہ سرد نکلے
ڈرتا تھا میں جس سے مجھ پر آیا
گو میں نے سلامتی نہ پائی

شاہوں کے امیروں کے مکاں میں
پُر رہتے ہیں سیم اور زر سے
چلتا نہ یوں ظاہرا میں پھرتا
جاتے تھکے ماندے چین سے پار
ظالم کی صدا نے کہاں ہے
آقا سے غلام بھی ہے آزاد
کیوں ہر شکستہ دل ہے جاں
آتی نہیں راہ دیکھتے ہیں
ہے پھر بھی نہ ملنے کا بہانہ
صید قید اجل ہوں خوش ہیں
کیوں روشنی روشنی ہے اسکی
جس کو کرے گھیر کر خدا تنگ
پانی مری زاریوں سے بہلے
وہ ماجرا پانوں سے سر آیا
تو بھی مجھ پر یہ آفت آئی

تمنی الیفز کا جواب

تمنی جھنی سا گرم ہو کے
میں پوچھونگا تجھ سے اب سوال ایک
بہتوں کو تو خود سکھایا تو نے

تو لاسختی سے نرم ہوگئے
ناراض ہو تو بھی ہے خیال ایک
گرتے ہوؤں کو اُٹھایا تو نے

جو پہلے تھے بادل دم نے تھام
کتنے جھکے گھٹنوں کو سنبھالا
اب آپ ہی پہ جو آپڑی ہے

ٹھہرا نہ کلام تیرا ناکام
چاہا جنہیں چاہ سے نکالا
تب کیوں یہ تباگرا پڑی ہے

نور افشان

مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء

اُردو رسم الخط

چونکہ اُردو بہت سی زبانوں سے مرکب ہے اسلئے جو لوگ ان زبانوں سے واقفیت نہیں رکھتے وہ کتابت میں بہت سی غلطیاں کرتے ہیں۔ ایسے اصحاب کی مدد کی غرض سے ذیل میں چند عام غلطیوں کا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) روپیہ پیسہ اور آنہ کے سوا ہندی الفاظ کے آخر میں ہائے مختفی لکھنا ٹھیک نہیں مثلاً اڈہ اور بھروسہ کو اڈا اور بھروسا لکھنا چاہئے۔

(۲) جب کسی فارسی لفظ کی جمع ہا زائد کرنے سے بنائیں تو اُس کے آخر میں ی نہیں بڑھانا چاہئے تاوقتیکہ وہ لفظ **مضاف** نہ ہو مثلاً ایک مسلم اخبار میں ایک اشتہار مندرج ہے جس میں مرقوم ہے "ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو مزدوروں کی انجمنہائے کا انتظام کرسکے"۔ بہتر تو یوں تھا کہ مشتہر صاحب لفظ انجمن کی جمع اُردو عام قاعدہ کے مطابق انجمنوں بنا لیتے۔ اور اگر فارسی جمع بنانا تھا تو انجمنہا لکھتے۔ آخر میں ی اور اس پر ہمزہ (ء) کا اضافہ غلط در غلط ہے

اسی طرح ایک مسیحی اخبار میں مندرج ہے "رومال فرشی جاجمیں پردہ ہائے آہ دور آنے پر فوراً بھیجے جا سکتے ہیں"۔ پردہ کی جمع پردے بالکل آسان بات تھی اور اگر فارسی جمع بنانا ہی منظور تھا تو پردہ ہا لکھتے ی اور ہمزہ کا اضافہ بالکل غلط ہے۔

(۳) ایک مضمون نگار صاحب اپنے نوازشنامہ میں تحریر فرماتے ہیں مضائقہ نہیں۔ اس مضائقہ میں حرف چہارم ی ہے اور اسے ہمزہ سے بدلنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ اس وزن کے تمام عربی الفاظ میں حرف چہارم مفتوح ہوتا ہے مثلاً مقابلہ و مجادلہ اور مناظرہ و مباحثہ وغیرہ۔ مضایقہ اور معاینہ کی کتابت میں اکثر یہ غلطی دیکھنے میں آتی ہے کہ ی کی جگہ ہمزہ لکھتے پڑھتے ہیں۔

پھر یہی صاحب کچھ آگے چلکر تحریر فرماتے ہیں "قصداً یا ارادتاً" یہ بڑی عام غلطی ہے لیکن اس کا علاج بہت آسان ہے۔ جس لفظ کے مادہ میں ت موجود ہو اس پر بحالت تنوین فتحہ الف بھی زیادہ کرتے ہیں مثلاً لفظ وقت میں ت اصلی ہے یعنی لفظ کے مادہ میں موجود ہے اور اس لئے تنوین فتحہ کی حالت میں الف بڑھا کر **وقتاً فوقتاً** لکھتے ہیں لیکن ارادت میں حرف ت اصلی نہیں اسلئے بحالت تنوین فتحہ اس میں الف بڑھانا غلط ہے ارادۃً لکھنا چاہئے۔ اسی طرح حکایت و شکایت و رحمت کو بحالت تنوین فتحہ حکایۃً و شکایۃً اور رحمۃً لکھینگے۔

(۴) جب کسی فارسی و عربی لفظ کا آخری حرف ی ہو تو بحالت اضافت ی کے نیچے کسرۂ اضافت لکھنا چاہئے جیسے **ساقیِ سلطان** اور **بندگیِ بادشاہ** میں۔ اس ی کو معکوس لکھنا اور اس پر ہمزہ بڑھا کر **ساقئے سلطان** اور **بندگئے بادشاہ** بنا لینا بالکل غلط ہے۔

اگر مضاف کا آخری حرف الف ہو تو ی زیادہ کرکے کسرۂ اضافت ی کے نیچے لکھتے ہیں مثلاً **سالہایِ دراز**۔ اس ترکیب میں اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں اور ی کو معکوس لکھکر اس پر ہمزہ بڑھا کر سالہائے دراز بنا لیتے ہیں غلط محض ہے۔

(۵) اگر ترکیب اضافی میں مضاف کا آخری حرف ہائے مختفی ہو تو کسرۂ اضافت ہ کے نیچے اور ایک ہمزۂ زائد اُسکے اوپر لکھینگے جیسے **کسرۂ اضافت** اور ہمزۂ زائد میں لکھا گیا ہے۔ ہائے غیر مختفی ہو تو ہمزہ نہیں بڑھاتے مثلاً راہِ خدا۔ چاہِ عمیق۔ رہ۔ است وغیرہ۔

(۶) گذاردن و گذر کردن و گذشتن و گذاشتن و پذیرفتن اور ان مصادر کے تمام مشتقات میں ذ کی جگہ ز لکھنا غلط ہے۔

اگر ناظرین میں سے کوئی صاحب ان اغلاط کے بارہ میں کچھ استفسار چاہیں تو تحریر فرمائیں۔ حتی الامکان جواب میں دیر نہیں ہوگی۔

مضمون شائع کروانیکی ترکیب

ایک مضمون نگار صاحب جن کا کوئی مضمون ہمارے پاس موجود نہیں تحریر فرماتے ہیں کہ گذشتہ جون میں اُنہوں نے ایک مضمون ارسال فرمایا تھا جو اب تک **نور افشان** میں شائع نہیں ہوا۔ اس شکایت کے ساتھ ہی آنجناب رقمطراز ہیں کہ اگر اُن کا مضمون اب بے تاخیر فوراً شائع نہ کیا گیا تو وہ لوگوں کو **نور افشان** کی خریداری سے روکینگے اور ہماری "**توہین**" کرینگے

چونکہ ہمارے پاس ان کا کوئی مضمون نہیں ہے اور ہم کسی گمشدہ موہوم مضمون کو شائع نہیں کرسکتے اسلئے مضمون نگار صاحب سے عرض ہے بمقتضای "طاقت نیکی نداری بد مکن" نور افشان پر غضبناک نہ ہوں۔ ہماری "**توہین**" ضرور کریں تاکہ ہم کو اور ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ "**توہین**" کس کو کہتے ہیں۔

رام لیلا کا جلوس

دہلی ۲۷ ستمبر۔ رام لیلا کا جلوس خیریت سے ختم ہو گیا۔ پولیس کا انتظام کافی تھا۔ کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔ (انقلاب)

راجپال پر ناکام قاتلانہ حملہ

(از روزنامہ انقلاب)

لاہور۔ ۲۶ ستمبر۔ آج صبح ساڑھے آٹھ بجے کتاب رنگیلا رسول کے ناشر راجپال کو چاقو سے زخمی کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص مسمی خدا بخش نامی راجپال کی دکان پر جو ہسپتال روڈ پر گورو گھنٹال کے دفتر کے نیچے ہے آیا اور اس نے ایک کتاب طلب کی۔ راجپال نے کتاب نکال کر دی۔ ملزم کی روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس خرید فروخت کے سلسلہ میں تو تو میں میں اور پھر سخت کلامی تک نوبت آگئی اور ملزم نے کسی اشتعال انگیز فقرے کے جواب میں راجپال پر چاقو سے حملہ کیا۔ راجپال نے مدد کے لئے آواز بلند کی۔ تو دو آریہ جو بھگوے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور جن کے نام سوتنترا اور ویدانند بتائے جاتے ہیں ملزم پر پل پڑے۔ مگر ملزم پوری طرح سے گرفت میں نہ آسکا۔ ان دونوں میں سے ایک نے پولیس پولیس کا غل مچا دیا جس کے جواب میں پرتاب اخبار کا ایک منشی محمد اکرم بروقت آپہنچا۔ اسکے ساتھ لالہ لعل چند فلک بھی پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے ملزم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ سٹی پولیس کے دو مسلمان کنسٹبل جو سڑک پر پہرہ دے رہے تھے ادھر سے آنکلے اور ان سب نے ملزم کے ہاتھ سے چاقو چھین لیا۔

بیان کردہ حملہ آور کا حلیہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حملہ آور لاہور کا رہنے والا اور کاشمیری ہے۔ اس کی عمر بیس سال کے لگ بھگ ہے۔ اس کا جسم فربہ رنگ گورا۔ قد لمبا اور کاٹھی مضبوط ہے۔ جس وقت یہ وقوعہ ہوا اس وقت وہ ترکی ٹوپی کھلا کوٹ بنگالی قمیص اور علیگڑھ فیشن کا پاجامہ پہنے ہوئے تھا اور اسکی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی وہ چاقو اس سے چھینا ہوا بتایا جاتا ہے۔ اس کا پھل چار انچ سے زیادہ لمبا نہیں اور اسکی دھار بالکل معمولی ہے اور باورچی خانوں کے چاقوؤں سے زیادہ تیز نہیں۔ پیدائش کے لمحے سے آج تک اس نے خلافت یا کسی اور قومی تحریک میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ البتہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حال ہی میں تین سال کی سزائے قید بھگت کر آیا ہے جو اسے زیر دفعہ ۳۷۷ تعزیرات ہند (جرم خلاف وضع فطرت) دی گئی تھی۔

حکام کی مستعدی

وقوعہ کے پندرہ بیس منٹ بعد راجپال کی دکان کے سامنے تماشائیوں کا جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ اطلاع ملنے پر بابو دامنی رام ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس متعینہ انارکلی مسٹر اوگلوی ڈپٹی کمشنر اور لالہ نند لال منچندہ موقع پر پہنچ گئے۔ ملزم کو پولیس کی حراست میں انارکلی کے تھانہ میں پہنچا دیا گیا اور بعد میں موٹر لاری میں بٹھلا کر بورسٹل جیل کی جوڈیشل حوالات میں بھیج دیا گیا۔ چاقو اور دو چیزیں جو ملزم کے قبضے سے جامہ تلاشی کے دوران میں برآمد کی گئیں انارکلی کے تھانہ میں رکھ لی گئیں۔

زخموں کی حالت

راجپال کو کل چار زخم آئے۔ مگر خون غیر معمولی طور پر زیادہ نکلا اسے فی الفور میو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ جہاں کلوروفارم سنگھا کر اس پر عمل جراحی کیا گیا۔ ہسپتال کے ذمہ دار اس کی ملاقات کے لئے کسی مسلمان کو بالخصوص اور عوام کو بالعموم اجازت نہیں دیتے۔ تاہم معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے زخم چنداں شدید نہیں ہیں اور اسکی جان کے لئے چنداں خطرہ نہیں۔ ایک معمولی زخم اس کے دائیں کندھے کے قریب لگا ہے دوسرا چھاتی پر بائیں پستان پر جس کی گہرائی ثلث انچ سے کچھ زیادہ ہے تیسرا زخم دائیں ران پر پہنچا ہے جس کی لمبائی دو انچ ہے۔ چوتھا زخم جو دائیں بازو پر آیا ہے البتہ قدرے گہرا ہے۔

ڈپٹی کمشنر کا اعلان

لاہور ۲۶ ستمبر (۱۲ بجے دوپہر) ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو ٹیلیفون پر حسب ذیل اطلاع دی ہے۔

"آج صبح کے حملہ کے سلسلے میں اطلاع دی جاتی ہے کہ راجپال خطرے میں نہیں۔ اسے چاقو کے تین زخم لگے ہیں ایک بازو پر ایک ران میں اور ایک معمولی سی خراش سینہ میں۔ اس کا حملہ آور ہیرا منڈی کا کوئی خدا بخش بتایا جاتا ہے۔"

محکمہ اطلاعات پنجاب کی اطلاع

لاہور۔ ۲۶ ستمبر۔ راجپال پر ایک مسلمان مسمی خدا بخش نے آج صبح نو بجے اس کی دکان واقعہ ہاسپٹل روڈ میں حملہ کیا۔ راجپال کو چاقو کے تین زخم لگے ہیں لیکن اسکی حالت خطرناک نہیں مجرم موقعہ پر گرفتار کر لیا گیا۔ (ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

وفات

بارہ بنکی سے مسٹر ڈی۔ پی۔ اوزنا کے ساکن صفدر گنج تحریر فرماتے ہیں کہ اُن کی عزیز بیٹی بیلا پرشاد تلی بڑھ جانے سے تین روز تک بیمار رہ کر بعمر تین سال دو ماہ اس عالم فانی سے کوچ کر گئی۔ کفن دفن صفدر گنج میں ہوا۔ جنازہ پر بہت سے مسلمان بھائی بھی حاضر تھے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مغموم باپ کو تسلی اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ضلع قصور اور بلدۂ لاہور

معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ اکتوبر کے آغاز میں قصور کو ضلع قرار دینے کا اعلان کر دیا جائیگا۔ لاہور پریسیڈنسی ٹاؤن متصور ہوا کریگا۔ جس کا انتظام ضلع کے انتظام سے علیحدہ ہوگا۔ (انقلاب)



راجپال کا مقدمہ شروع ہوگیا

(از روزنامہ زمیندار)

لاہور ستمبر۔ آج مسٹر ایگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں خدا بخش ولد محمد اکبر کشمیری کے مقدمہ کی جو راجپال پر قاتلانہ حملہ کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند سماعت شروع ہوئی۔ رائے صاحب بہتہ ایشر داس کورٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ استغاثہ کی طرف سے پیروی کر رہے تھے اور ملزم کی طرف سے کوئی وکیل حاضر عدالت نہ تھا۔ قریباً نصف درجن کانسٹیبل ملزم کو چوڈ حوالات سے کمرہ عدالت تک لائے۔ ایک کانسٹیبل بندوق سے مسلح تھا۔ بہت سے گواہان استغاثہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے کمرہ عدالت کے سامنے برآمدے میں بیٹھے تھے۔ مقدمہ کی سماعت لالہ کنول نین مجسٹریٹ کے کمرہ عدالت میں ہوئی۔

محمد علی کانسٹیبل تھانہ انارکلی

محمد علی کانسٹیبل نے بیان کیا کہ کل ۶ بجے سے ۱۰ بجے صبح تک سرائے محمد شفیع سے لیکر چوک تک میری ڈیوٹی تھی۔ رکن الدین سپاہی کی نوکری بھی میرے ساتھ تھی ½ ۸ بجے کے قریب جب میں اخبارات کے اڈہ کے قریب چوک میں کھڑا تھا ایک آدمی نے شور کیا کہ ہسپتال روڈ پر قتل ہو گیا۔ میں اور رکن الدین دونوں بھاگ کر موقع پر گئے۔ میں نے جا کر دیکھا کہ ایک باوا نے ملزم کو دبایا ہوا ہے اور راجپال ملزم کے نیچے تھا میں نے باوا سے کہا کہ ملزم کو چھوڑ دو۔ مگر باوا نے کہا کہ اس کے ہاتھ میں ہتھیار ہے۔ باوا نے ملزم کا وہ ہاتھ پکڑا ہوا تھا جس میں چاقو تھا۔ ملزم چاقو چھوڑتا نہیں تھا میں نے ملزم کی کلائی پر پاؤں رکھ کر چاقو اس سے چھینا تھا (گواہ نے چاقو عدالت میں شناخت کیا)

راجپال اس وقت گھبرایا ہوا تھا اور اس کے کپڑے خون آلود تھے۔ اتنے میں راجہ خاں سپاہی اور بہت سے لوگ وہاں پہنچ گئے۔ ملزم کی ہم نے مشکیں کس لیں۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی وہاں آ گئے اور میں نے چاقو اُن کے حوالے کر دیا۔ ملزم کے کپڑوں کو خون لگا ہوا تھا۔ اُس کا کوٹ بھی خون آلود تھا۔

راجہ خاں کانسٹیبل کی شہادت

راجہ خاں کانسٹیبل نے بیان کیا کہ کل میری ڈیوٹی لوہاری دروازہ کے باہر تھی ½ ۸ بجے کے قریب میں نے چوک میں شور سنا کہ قتل ہو گیا ہے۔ میں نے راجپال کی دکان پر جا کر دیکھا کہ سوامی ستنترانند ملزم کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے۔ محمد علی نے آواز دی کہ اسے چھوڑ دو ہم پکڑ لیتے ہیں سوامی جی نے جواب دیا کہ اس کے ہاتھ میں چاقو ہے۔ محمد علی نے اُس کے ہاتھ سے چاقو چھین لیا۔ ہم نے ملزم کو قابو کر لیا۔ راجپال کے پارچات خون آلود تھے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے آنے پر ہم نے چاقو ان کے حوالے کر دیا۔ (زمیندار)

ملزم کا بیان

ازاں بعد خدا بخش ملزم ولد محمد اکبر ذات کشمیری بعمر بیس سال پیشہ جلد ساز ساکن مرچی دروازہ کا بیان ہوا۔

عدالت: کیا تم نے راجپال پر چاقو سے حملہ کیا تھا؟

ملزم: نہیں۔

سوال: کیا یہ چاقو تمہارا ہے؟

ملزم: نہیں

عدالت: کیا تم نے راجپال پر کسی قسم کا حملہ کیا؟

ملزم: میں کل صبح راجپال کی دکان پر ہیر وارث شاہ خریدنے گیا تھا۔ دو سوامی وہاں موجود تھے۔ میں نے کتاب مانگی۔ راجپال نے کہا کہ ٹھہرو میں سوامی سے بات چیت کر رہا ہوں ابھی بتاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں پندرہ بیس دن سے بیمار ہوں مجھے دوائی کھانی ہے کتاب مجھے پہلے دیدو۔ ورنہ میں چلا جاؤنگا راجپال نے کہا کہ جاتے ہو تو جاؤ۔ میں نے کہا تم دکاندار ہو کر اتنے بدمزاج ہو۔ اس طرح سلوک کرتے ہو۔ اس پر راجپال نے مجھے گالی دی۔ میں نے بھی گالی نکالی۔ اس پر ہر دو سوامی مجھے زبردستی اٹھا کر دکان کے اندر لے گئے۔ میں نے بھی مقابلہ کیا اور زور لگایا۔ اس کشمکش میں دکان کے اندر جا کر راجپال گر گیا۔ میں اُس کے اوپر گر پڑا اور سوامی میرے اوپر گر گیا۔ دوسرے سوامی نے آ کر مجھے ٹانگوں سے کھینچ لیا۔ اور راجپال کو چھڑا دیا۔ اتنے میں بہت آدمی آ گئے اور مجھ پر حملہ کرتے رہے۔ میں نے شور کیا کہ مجھے مار رہے ہیں۔ پولیس نے آ کر مجھے چھڑایا۔ اگر پولیس نہ پہنچتی تو وہ مجھے ہلاک کر دیتے۔

سوال: تمہارا کوٹ اور کرتہ کس طرح خون آلودہ ہو گئے۔

ملزم: میں نہیں جانتا کہ ان پر خون کس طرح لگا۔ میں جب گرا ہوا تھا تو مجھے ہوش نہیں تھا

سوال: کیا تمہیں معلوم ہے کہ راجپال کس طرح زخمی ہوا۔ اور اس کے جسم سے خون جاری تھا تم کو کیا پتہ ہے

جواب: میں نہیں جانتا۔ میں بیمار تھا۔ انہوں نے مجھے دبایا ہوا تھا اور مجھے پیٹ رہے تھے مجھے کوئی ہوش نہیں تھا۔ جب پولیس آئی تو انہوں نے مجھے خلاصی دلائی۔ جب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس آئے تو میں نے کہا مجھے پانی دو۔ یہ مجھے بہت دیر سے مار رہے ہیں۔ میں پیاس کی وجہ سے گھبرایا ہوا ہوں چنانچہ ڈپٹی صاحب نے مجھے پانی دیا۔

سوال: کچھ اور کہنا چاہتے ہو؟

جواب: نہیں۔

فرد جرم

زاں بعد عدالت نے زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند بجانب راجپال کے اقدام قتل کے الزام میں ملزم خدا بخش کے خلاف فرد جرم عاید کر دی۔

ملزم نے فرد جرم سے انکار کیا اور مقدمہ کل پر ملتوی ہوا۔ (انقلاب)

سرکاری اطلاع

کچھ عرصہ سے راجپال کی دکان واقعہ انارکلی پر پولیس کا ایک کنسٹبل سادہ کپڑوں میں خاص طور پر متعین تھا جو اس دکان کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ جب ۲۶ ستمبر کی صبح کو راجپال چاقو سے مجروح کیا گیا تو اس کنسٹبل نے حملہ آور کو گرفتار کرنے میں مدد دی۔

(منظور خاں ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

ایک سینٹری انسپکٹر کو سزائے قید و جرمانہ

لکھنو ۲۱ ستمبر۔ پنڈت بینی پرشاد مصر سٹی مجسٹریٹ نے محمد مظفر ہیڈ سینٹری انسپکٹر کنٹونمنٹ بورڈ لکھنو کو جعل کا الزام اس کے خلاف ثابت شدہ مان کر زیر دفعات ۴۶۸ - ۴۰۳ - ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند دو جرموں میں ایک ایک سال قید بامشقت (جو ایک ساتھ جاری رہیگی) اور ایک سو پچاس روپے جرمانہ کی سزائیں اس بنا پر دی ہیں کہ اس نے مزدوروں کے فرضی نام قبض الوصول میں درج کر کے ان کی اجرت کا روپیہ کنٹونمنٹ فنڈ سے وصول کیا اور خود رکھ لیا۔

ہندوستانی یادگار کی رسم نقاب کشائی

رگبی ۲۵ ستمبر۔ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند ۷ اکتوبر کو نیولاسل میں اس یادگار کی رسم نقاب کشائی ادا کرینگے جو ہندوستانی سپاہیوں اور افواج کی خدمات کے اعتراف میں تعمیر کی گئی ہے جنھوں نے فرانس کی لڑائی میں حصہ لیا اور میدان جنگ میں کام آئے انگریزی اور فرانسیسی افواج کے ممتاز نمایندے اس تقریب میں شامل ہونگے اور مارشل فوچ اور ہندوستان کی تمام افواج کا ایک مشترکہ دستہ بھی اس رسم کی ادائیگی میں حصہ لے گا۔ یہ دستہ ان افواج سے تیار کیا گیا ہے جو فرانس کے میدان جنگ میں شامل تھیں۔

میموریل اس مقام پر بنایا گیا ہے جسکو ہندوستانی افواج نے بڑی بہادری سے فتح کیا تھا۔

بریلی میں رام لیلا کا جلوس

بریلی ۲۶ ستمبر۔ آج یہاں رام لیلا کی برات کا جلوس امن و امان سے گذر گیا۔ نقض امن کے انسداد کے لئے پولیس کے انتظامات قابل تعریف تھے۔ صاحب کلکٹر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس انتظامات کی بخوبی نگرانی کرتے رہے۔ لاٹھی لیکر چلنے کی ممانعت ہے۔ رام لیلا کے جلوس مزید دس روز تک نکلتے رہینگے

راج گدی کا جلوس پھر نکالا جائیگا۔ (زمیندار)

غلامی کے انسداد کی تدابیر

رگبی ۲۳ ستمبر۔ جب توقع سرالیوں (افریقہ) کی مجلس وضع قوانین نے وہ آرڈیننس منظور کر لیا جس کے رو سے آیندہ ماہ جنوری سے اس مملکت محروسہ میں غلامی کی آئینی اجازت منسوخ کر دی گئی۔ اس آرڈیننس کا اطلاق سیرالیوں کی نو آبادی پر نہ ہوگا جہاں غلامی کا وجود موجود نہیں۔ جب تک عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ صادر نہ کیا تھا کہ آقا کو جبراً بھاگا ہوا غلام پکڑ لانے کا حق حاصل ہے۔ اس وقت تک یہی خیال تھا کہ مملکت محروسہ میں بھی غلامی باقی نہیں رہی۔ حالانکہ وہاں موجود تھی۔

کل جنیوا میں جمعیۃ الاقوام کی چھٹی مجلس کے سامنے اس قانون کے وضع ہونے کی رپورٹ بھی پیش کر دی گئی۔ آپ نے کہا کہ اس قانون کے رو سے ہر وہ غلام جو سرزمین برطانیہ پہ قدم رکھیگا آزاد ہو جائیگا۔ (انقلاب)

چیف کمشنر دہلی نے حکم دیا ہے کہ بلدیہ دہلی کی نشستیں میں ایک کا اضافہ کر دیا جائے یعنی بجائے دس کے گیارہ کر دی جائیں۔ (زمیندار)

لطائف ظرائف

ایک ایرانی اپنے گدھے پر سوار سرحد افغانستان کو عبور کر رہا تھا۔ راستہ میں افغان لوگ اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے اور ان کے مویشی چر رہے تھے اور ایرانی صاحب کا گدھا سبزہ زار دیکھ کر مستی میں اپنا راگ الاپنے لگا۔

ایرانی صاحب نے فرمایا "بے بے من خوب میدانم کہ قوم بابی خود را شناختی یعنی ہاں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو نے اپنی قوم کو پہچان لیا۔ اس پر افغان چلائے اور ایرانی کی مرمت کی کہ قوم کو گدھے کی قوم سے تشبیہ دیتا ہے۔ یہاں سے پٹ پٹا کر ایرانی صاحب آگے بڑھے۔ جنگل میں جا کر ادھر ادھر دیکھ کر کہ شاید کوئی افغان نہ ہو سن لے گدھے کے کان میں کہنے لگے

"واللہ قوم ہائے پر زور داری
یعنی خدا کی قسم تیری قوم زبردست ہے"

تبلیغ الغزلات

قاصد بابت ماہ اگست میں تبلیغ الغزلات کا نوٹس شائع ہو چکا ہے۔ اس میں غزلیں برائے اشاعت بھیجنے کو مصرع طرح حسب ذیل شائع کئے جاتے ہیں:

۱ - ہے خداوند دو عالم ہم گنہگاروں کا دوست
یاروں - بدکاروں - قافیہ - کا دوست ردیف

۲ - نام عیسی مری زباں پہ ہے
زباں جہاں - قافیہ - پہ ہے - ردیف

المشتہر

کیدار ناتھ منت - گوکل چند کھونہ
بیکن گنج - کانپور



جاپان میں فن صحافت کا عروج

ایک اخبار ساڑھے چار سو ایڈیٹر چیف ایڈیٹر کی تنخواہ چالیس ہزار سالانہ

گذشتہ دس سال میں جاپانی فن صحافت نے بہت ترقی کی ہے

جاپان کے اخبارات نے گذشتہ دس سال میں کس قدر ترقی کی ہے۔ اس کے متعلق فشری یت دی کے کاکامی نے کلکتہ ریویو میں ایک مضمون لکھا ہے جس سے جاپانی اخبارات کی درخشاں شان و شوکت پر خاطر خواہ روشنی پڑتی ہے

جاپان کی آبادی صرف ۶½ کروڑ ہے لیکن وہاں ۱۱۳۰ روزانہ اخبارات ۵۸۰۲ ہفتہ وار و ماہانہ شائع ہوتے ہیں۔ روزانہ اخبارات کے خریداروں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ روزانہ اخبار اوساکا مے نیچی - ٹوکیو نیچی - اوساکا اساہی - ٹوکیو اساہی مشہور اخبار ہیں۔ اول الذکر دونوں اخباروں کی مالک مے نیچی اور موخر الذکر دونوں اخباروں کی اساہی کمپنی ہے۔ دونوں کمپنیوں میں خوب مقابلہ آرائی ہوتی رہتی ہے۔ اوساکا مے نیچی کے خریداروں کی تعداد ۱۳ لاکھ اور ٹوکیو نیچی نیچی کی ۸ لاکھ اوساکا اساہی اور ٹوکیو اساہی کے خریداروں کی تعداد ۲۰ لاکھ سے زیادہ ہے اور بعض مشہور روزانہ اخباروں کے خریداروں کی ایک لاکھ سے پانچ لاکھ تک ہے اوساکا امریکہ کے شکاگو سے بھی بڑا ہے۔ اسی شہر میں اساہی اور مے نیچی کمپنیوں کے صدر دفتر ہیں۔ چھ سال ہوئے کہ مے نیچی کمپنیوں نے اوساکا مے نیچی کے لئے ۲۲ لاکھ روپیہ کی لاگت سے اوساکا میں ایک عالیشان عمارت بنوائی تھی اور ٹوکیو نیچی نیچی نے ٹوکیو میں عمارت بنوائی ہے وہ اس سے کچھ چھوٹی ہے یہ دیکھکر اساہی کمپنی نے تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ کی لاگت سے ایک ۸ منزلہ عمارت ٹوکیو کے قریب بنوائی ہے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں مے نیچی کمپنی نے تمام جاپان پر اپنا ہوائی جہاز اڑایا۔ یہ دیکھ کر اساہی کمپنی نے اپنا ہوائی جہاز روس کے راستے پیرس بھیجا۔ اس کے بعد مے نیچی کمپنی نے ٹوکیو اور اوساکا کے مابین سلسلہ رسل و رسائل قائم کرنے کے لئے پانچ ہوائی جہاز خریدے۔ اساہی کمپنی کے درمیان ڈاک لانے اور لے جانے کے لئے ایک بیڑہ قائم کیا۔

خبروں کی فراہمی کے کثیر اخراجات

یہ کمپنیاں خبروں کی فراہمی کے لئے جس دریادلی سے خرچ کرتی ہیں اُسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے سنہ ۱۹۲۳ء میں جاپان میں جو ہولناک زلزلہ آیا تھا اُس کی خبریں حاصل کرنے کے لئے مے نیچی کمپنی نے سات لاکھ روپیہ صرف کیا۔ ریل اور جہاز بند تھے اس لئے ہوائی جہازوں کے ذریعہ خبریں فراہم کیں اور بعض اوقات کبوتروں کے ذریعہ پیغامات حاصل کئے گئے۔

سنہ ۱۹۲۶ء میں شہنشاہ جاپان کا انتقال ہوا۔ شہنشاہ کی تشویشناک حالت کی خبر اول اول ماہ اگست میں معلوم ہوئی۔ حالانکہ اس سے پیشتر ہی اخبار والوں نے شہنشاہی محل کے نزدیک کرایہ پر مکان لیکر نامہ نگاروں اور فوٹوگرافروں کو مقرر کر رکھا تھا۔ ہوائی جہازوں اور تربیت یافتہ کبوتروں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔

اوساکا مے نیچی کمپنی ایڈیٹوریل اسٹاف میں ۵۴ آدمی ہیں اور دس دفتر میں ۱۲ کمپوزیٹر اور صیغہ چھپائی میں ۵۷۴ اور صیغہ جہازہ میں ۲۶۵ یعنی کل ۲۰۹۶ آدمی کام کرتے ہیں۔ اساہی کمپنی میں بھی کم و بیش اسی قدر کام کرتے ہیں۔ ان اخباروں کے دفتر کو ایک چھوٹا شہر کہہ سکتے ہیں۔ پہلے جیل ایڈیٹر بھی رکھا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ دستور اٹھتا جاتا ہے۔ ان کمپنیوں کے جو اخبار چھپتے ہیں وہ اس قدر تعداد کثیر میں ہوتے ہیں کہ ان کے ٹائپ ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے گھس جاتے ہیں۔ اس لئے ان کے دفاتر میں ٹائپ ڈھالنے کے آٹھ آٹھ کارخانے جاری ہیں اور دونوں کارخانوں میں اعلیٰ قسم کی پندرہ پندرہ روٹری مشینیں چلتی ہیں۔

امریکہ کے اخبارات کی زندگی کا دارومدار زیادہ تر اشتہاروں پر ہے لیکن جاپان کو اشتہاروں اور خریداروں دونوں سے آمدنی ہوتی ہے (ریڈر [illegible])

واقعات ہند

آجکل ہندوستان میں جو واقعات رونما ہو رہے ہیں وہ نہایت ہولناک ہیں۔ جگہ جگہ ہندو مسلم جنگ ہوتی رہتی ہے۔ غیظ و غضب کی لہریں جلسوں کی شکلوں میں نمودار ہوتی ہیں۔ اخبارات میں ایک دوسرے کے لئے ایسی ایسی خطرناک تجاویز بتلائی جاتی ہیں جو ملک کو تباہ کرنے میں بارود کا کام دینگی۔

مسلمان لیڈر ہندوؤں سے چیزیں خریدنا حرام ٹھہرا رہے ہیں اور عام مسلمانوں کو اس تجارتی بائیکاٹ کا حکم دے رہے ہیں۔ ہندو مسلمان ملازموں کو برخاست کر رہے ہیں۔ وہ مسلمان دکاندار جو ہندوؤں کے سرمایہ سے اپنا کام چلاتے تھے ہندوؤں نے ان سے کئی جگہ قطع تعلق کر لیا ہے اور اس طرح باہمی نفرت و عداوت کا جوش بڑھتا جاتا ہے۔

جہاں کہیں ہندو مسلم خون ہوتا ہے ہر ایک فریق اپنے آدمیوں کو بے قصور اور دوسرے آدمیوں کو مجسم شرارت ثابت کرتا رہتا ہے۔ حتی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ہندو اخبارات

صرف ہندوؤں کی مظلومیت اور مسلمانوں کے مظالم کی خبریں شائع کرتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے مسلمان اخبارات صرف مسلمانوں کے نقصانات اور ہندوؤں کے ظلم ہی ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ ان یک طرفہ خبروں کو پڑھ کر دوسرے شہروں کے لوگ اپنی اپنی قوم کی حمیت سے بھڑ جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ اور دوسری سے تیسری جگہ فسادات کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ بہت سی خبریں تو محض بے بنیاد ایسی شائع کر دی جاتی ہیں جن سے فتنہ اور زیادہ بڑھتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جس دن کوئی ہنگامہ فساد کی خبر ہو تو اخبارات بڑی بڑی ہولناک سرخیوں سے ایک ادنےٰ بات کو اس قدر چمکا کر لکھتے ہیں کہ اخبار دیکھنے والے کا خون کھولنے لگتا ہے اور وہ جوش میں آکر فوراً اخبار خرید لیتا ہے۔ دفتر اخبار کے لوگ خوش ہوتے ہیں کہ آج بہت سے پرچے بک گئے۔ ہمارے خیال میں ایسے اخبارات پیسے نہیں کماتے بلکہ انسانوں کا خون کھاتے ہیں۔ ایسے اخبارات نہ صرف ملک کے لئے نقصان رساں ہیں بلکہ انسانیت کے ماتھے پر ایک داغ ہیں۔ اب ہندوستان کے مدبرین کا خیال ہے کہ ایسے اخبارات کے فتنوں کا سد باب کرنے کے لئے ایک قانون بنایا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے قانون کی سخت ضرورت ہے

(کوکب ہند دہلی)

دیش بندھو پارک (کلکتہ) میں ایک شمال کلکتہ پیرہن یونین کے زیر اہتمام ہوئی جس میں ایک رزولیوشن اس مضمون کا پاس ہوا کہ افیون اور اس کے مرکبات کی فروخت صرف ادویاتی استعمال تک ہی محدود کر دی جائیں اور کہ اُسے بھی خطرناک ادویات ایکٹ کی فہرست میں شامل کر دیا جائے اور اس پر بھی وہی پابندیاں عائد کر دی جائیں جو سنکھیا کچلہ وغیرہ کی فروخت پر رہی ہیں۔ (بید معراک)

خودکشی یا خون؟

(مرقومہ پادری سی ڈی رائی صاحب)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے مرنے کی رپورٹ میں موت کی وجہ لکھی جاتی ہے کہ کس بیماری سے مرا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی گولی سے مارا جاتا ہے اور پتہ نہیں چلتا کہ اس کو کسی اور نے مارا یا اُس نے خودکشی کی۔ خودکشی کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ اپنے کو گولی سے مارنا یا ندی میں ڈوب کر مرجانا یا اپنے تئیں پھانسی دینا یا زہر کھالینا وغیرہ اگر دوسرا آدمی گولی چلائے یا ہم کو ندی میں ڈالے یا کسی طور سے ہمیں مار ڈالے تو یہ خون کہلاتا ہے۔ اس طور سے ان دو کے درمیان فرق پہچاننا اور بتانا آسان لیکن کبھی کبھی ایسا موقع آن پڑتا ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے مرتا ہے پر اُس کے خون کی ذمہ واری دوسرے پر ہوتی ہے۔ ایک مثال سے مطلب صاف ہو جائیگا۔ دو ایک مہینے ہوئے کہ اخبار میں ایک لڑکی کی موت کا ذکر تھا۔ وہ بعض گیارہ یا بارہ برس کی عمر کی لڑکی تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ قصداً گاڑی کے نیچے کود گئی تاکہ اس سے دب کر مرجائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے خودکشی کی لیکن جب دریافت کیا گیا کہ اُس نے یہ کیوں کیا تب معلوم ہوا کہ قصور اور لوگوں کا بھی ہے۔ اُس کی شادی کسی نوجوان سے ہوئی اور وہ اُس کے گھر بھیج دی گئی۔ کچھ تو اُس کی ساس نے اُس کو دبایا ہوگا اور زیادہ تکلیف اس کے شوہر کی طرف سے ہوئی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا جوان عورت سے لیکن لڑکی چھوٹی تھی۔ پس نہ وہ انکار کر سکتی تھی نہ آپ کو بچا سکتی تھی۔ اور یوں شوہر کی بے رحمی اور زبردستی سے اُسکی زندگی عذاب میں آگئی۔ جب اُسکو برداشت کرتے کرتے وہ بیچاری عاجز آگئی تو اپنی جان دے کر بھاگ گئی۔ اُس کے شوہر کو خبر ہو گئی اور وہ اس کے لینے کو گیا۔ باپ نے عذر کیا۔ پر شوہر نے اپنے حق پر زور دیا۔ آخر میں یا تو یہ ہوا کہ باپ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ اس کو کرے چلونگا یا یہ کہ میں تھوڑے عرصے کے بعد اس کو تمہارے ہاں پہنچا دونگا۔ جب لیجانے کا وقت آیا وہ گاڑی میں بیٹھے۔ لڑکی مجبور تھی باپ اُسکو نہیں بچا سکتا تھا برادری کا حکم زبردست تھا۔ برادری میں بھی ڈرتو تھا۔ لڑکی اپنے دل میں یہ سمجھی تھی کہ میں جہنم کو واپس جا رہی ہوں۔ اگر میں بچ سکتی ہوں تو اپنے ہی ہاتھ سے بچ سکتی ہوں۔ پس موقع ڈھونڈھ کر وہ چلتی ہوئی گاڑی کے نیچے کود پڑی اور یوں اُس ملک میں پہنچ گئی جہاں سے نہ اُس کا شوہر اُس کو بُلا سکتا تھا نہ اس کے گھر والے اُسکو بلا سکتے تھے۔

اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ اُس لڑکی کی موت کا ذمہ وار کون ہے؟ کیا اُس پر کیونکہ وہ جان بوجھ کر گاڑی کے نیچے کود کر دب گئی؟ یا اُس کے شوہر پر کہ اُس نے اُس کے ساتھ ایسی بیرحمی کا سلوک کیا؟ یا اس برادری یا پنچایت پر جس کے درمیان ایسا دستور جائز اور روا بلکہ لازمی مانا جاتا تھا کہ کمسن لڑکی کو سیانے آدمی کی بیوی بنا کر اس کے ساتھ کر دیوے؟ کیا یہ خودکشی تھی یا خون؟ (کوکب ہند ملخص)

نورافشاں۔ بظاہر خودکشی میں کوئی شک نہیں۔ لڑکی کا فعل سراسر خودکشی کا فعل تھا۔ وہ اپنے دل میں فیصلہ کرکے اور موت کو اپنی مصیبت کی زندگی پر ترجیح دیکر موت کے منہ میں کود پڑی۔ بیشک اُس نے خودکشی کی لیکن چونکہ اوروں نے اسکے لئے اُسکی زندگی کو وبال جان اور ناقابل برداشت بنا دیا اسلئے وہ معذور سمجھی جا سکتی ہے مگر جنہوں نے اُسکو ستا کر خودکشی پر مجبور کیا وہ خونیوں سے بدتر ہیں۔ اُس بیچاری مظلوم لڑکی کا خون اُن کی گردن پر ہے۔ اس حادثہ میں خودکشی اور خون دونوں ہیں یعنی لڑکی خودکشی اور رشتہ دار خونی ہیں۔



مسیحی دھرم کیا ہے؟

حضرات اس مضمون کو پیش کرنے سے میرا مقصد اول تو یہ ہے کہ چند غلط فہمیاں جو مسیحیت کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں وہ دُور ہو جائیں۔ دوم مسیحیت کا مختصر مگر ضروری خاکہ آپ لوگوں کے پیش خدمت ہو۔

سر دست ہم ایسی باتیں لیں جو کہ یا تو قطعاً مسیحیت سے بے تعلق ہیں یا مسیحیت کا لازمی تاریخی نتیجہ ہوں مگر نہ تو ضروری حصہ اور نہ ہی بنیادی اصول ہیں۔

لباس سے مسیحیت بے نیاز ہے۔ زبان کوئی خاص متبرک نہیں۔ کوئی خاص نسل مسیحیت کی داعی نہیں اور کوئی خاص نژاد مسیحیت کا نمایندہ نہیں۔ کوئی قوم مجموعی طور پر مسیحی نہیں بلکہ سچ پوچھیں تو مسیحیت کلیسیا میں بھی کم و بیش رہ گئی ہے تو مسیحیت کیا ہے؟

(۱) مسیحیت ایک زندگی ہے جو کہ مسیح انسان کے دل میں بسر کرتا ہے اور اُن کو پرانے انسانوں سے بدل کر نئے انسان بنا دیتا ہے۔

(۲) مسیحیت ایک تاریخ ہے۔ یعنی اس کا دعوےٰ ہے کہ فلاں فلاں واقعہ سچا ہے اور فلاں وقت میں واقع ہوا تھا۔

(۳) مسیحیت ایک فلسفہ ہے۔ یعنی انسان اور اسکی فطرت کی ترجمانی ہے۔

اس کی مثال روٹی کی ہے۔ جس کا زندگی دینے والا اثر کھانے والے کو معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کی تاریخ یعنی گندم کا پیدا ہونا وغیرہ وہ جان سکتا ہے اور اگر محنت کرے تو اس کا فلسفہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ گندم کے کتنے اجزا ہیں وہ کس کس قوت کو بڑھاتے ہیں۔ مگر فرض کیجئے کہ ایک شخص صرف روٹی کی تاریخ و فلسفہ سے واقف ہو۔ مگر اسکو یہ زندگی دینے والا تجربہ حاصل نہ ہو تو کیا ہم اسکی معلومات کو کافی سمجھینگے؟ ہرگز نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ روٹی کھائے اور زندگی دینے والا اثر حاصل کرے۔ خواہ پھر فلسفہ اور تاریخ نان سے قطعاً ہی بے بہرہ ہو۔

اسی طرح جو شخص مسیحیت کو بطور زندگی کے تجربہ کر چکے ہیں اُن کو ضروری نہیں کہ وہ اُسکی تاریخ و فلسفہ میں دماغ سوزی کریں اور مسیحیت کی سچائی کا بہترین ثبوت بھی یہی ہے کہ ہم اُسکی زندگی کو حاصل کریں جو مسیح میں رہتا ہے لیکن ان لوگوں کی واقفیت کے لئے جنہوں نے اس زندگی کو حاصل نہیں کیا ہم مختصر طور پر مسیحیت کے تواریخی و فلسفی پہلو پر غور کریں۔

ہر ایک مسیحی کا ایمان ہے کہ **ایک خدا ہے** اور یہ محض ایک عقلی تیقن نہیں بلکہ زندگی کو متحرک کرنے والا اصول ہے یعنی خدا مددگار ہے اور ہم سے بزرگ اور ہمارا پیدا کرنے والا ہے۔

اس کی دلیلیں یہ ہیں

(۱) دنیا کا نظام ایسا صحیح اور باقاعدہ ہے کہ خواہ نخواہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ واقعی کسی بڑی ہستی کی دانائی اور ارادوں کا نتیجہ ہے۔

(۲) دنیا کے شروع سے آج تک ہر ملک اور ہر نسل کے لوگ ایک اعلیٰ ہستی کے معتقد رہے ہیں۔

(۳) سب سے ناقابلِ انکار ثبوت شخصی تجربہ کا ہے جو لوگوں نے اپنے مشکلات و مصیبت کے وقت خدا کا حاصل کیا ہے۔

خدا کیسا ہے؟

وہ مشرقی راجہ یا بادشاہ کی طرح رعیت کا نگران انصاف کرنے والا اور ظالم پر قہر و جبر توڑنیوالا نہیں بلکہ وہ **مسیح کی مانند ہے۔ وہ قادر مطلق** ہے۔ یعنی اسکی محبت اور کھینچنے والا پیار بے انتہا ہے اور انسان کی بُری سے بُری عادت پر وہ غالب آ سکتا ہے۔ **وہ سب کچھ جانتا ہے۔** وہ کامل اعتماد رکھتا ہے کہ انسان آخرالامر اس کی مرضی کو پورا کرینگے۔

وہ لامحدود ہے۔ زمانوں اور مکانی بُعد و استعداد سے نہیں بلکہ اپنی پاکیزگی۔ دانائی۔ رحم و انصاف وغیرہ میں یعنی جتنا کوئی شخص اپنی زندگی میں نیک رحیم دانا اور پاکیزہ ہوگا اُتنا ہی زیادہ وہ خدا کو جان سکیگا۔ پس ان سب باتوں سے معلوم ہُوا کہ اُس کا تعلق ایک شخصی تعلق ہے اور مسیح نے بہترین لفظوں میں یہ پیش کیا جبکہ یہ کہا کہ **اے ہمارے باپ** اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہُوا کہ ہم سب انسان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں

خدا دنیا کا خالق ہے۔ سائنس دنیا کے بننے کا طریقہ بتلا سکتی ہے مگر اس بات سے عاجز ہے کہ بنایا کس نے۔ اگر ہم مذہب سے دریافت کریں تو ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ پس ہم یہ سوال کریں کہ **اگر دنیا خدا نے بنائی تو کیوں؟** اس کا جواب اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اُس نے دنیا کو انسان کے لئے بنایا اور انسان کو اس لئے بنایا کہ وہ خوشحال رہے اور اس کا جلال ظاہر کرے۔

یسوع مسیح

یسوع مسیح کی آمد کا ذکر عبرانیوں کے خط کی پہلی چند آیات میں ہے۔ اگر ہم قبل مسیح کی دنیا کے اخلاق و تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ لوگ گناہ کے زور اور نفسانی خواہشوں کے اس قدر تابع تھے کہ بڑے سے بڑا نصب العین اُن کے سامنے یہ تھا کہ دنیا کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ۔ اپنے فرائض کی ادائیگی چند ایک کی تسلی کا باعث ہوتی تھی جب خدا کے بندے مایوس تھے تو خدا خود ان کے پاس آیا۔ اُن کے ساتھ رہا۔ اُن سے ہمدردی کی اور ان کو ذریعہ نجات بتلایا۔ خدا کا انسان اور خادم بننا بھی اس کی شان ہے۔ چنانچہ مسیح نے کہا جنے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔ مسیح خدا کا اقنوم پورا اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

پس یہ تین روحانی ضرورتیں جو انسان کی ہیں پوری ہو گئیں

(۱) خدا کیا ہے؟

(۲) انسان کو کیسے بننا چاہئے؟

(۳) نجات کا طریقہ کیا ہے؟

جلال الدین

کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است

یہ ایک جہاندیدہ سیاح شخص کا مقولہ ہے۔ بالکل راست ہے۔ جو شخص کسی بات پر قائم ہو جاتا ہے۔ راست ہو یا ناراست اس پر سے اُس کو ہٹا دینا آسان نہیں۔ بعض تو ضد کر کے قائم رہتے ہیں بعض یقین ہی ایسا رکھتے ہیں کہ اُن کی نظر میں ناراستی راستی ہی ہوتی ہے۔ مذہب میں زبردستی نہیں۔ اُس کا واسطہ انسان کے ضمیر کے ساتھ ہے۔ اگرچہ آجکل مذہب کچھ نہیں۔ مادہ پرستی کا زمانہ ہے۔ جس کے پاس آج روپیہ ہو جتنی چاہے وہ تبلیغ اور شدھی کر سکتا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ شدھی کے واسطے کس قدر روپیوں کی اپیل کی جاتی ہے۔ اسی طرح تبلیغ ابھی چند روز ہوئے کہ دہلی کے حسن نظامی نے لکھا تھا کہ میں اعلان کرتا کرتا تھک گیا۔ اب مجھ میں ہمت نہیں۔ کیونکہ روپیہ نہیں۔ سب روپیہ کی خاطر آتے ہیں۔ اُن کا مذہب روپیہ ہے۔ اُن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایسوں کا وطیرہ یہ ہو رہا ہے کہ ابھی مُسلمان ہیں۔ ابھی آریا ہیں۔ ابھی مرزائی۔ ابھی عیسائی۔ یہی حال ہو رہا ہے۔ یہ تو روپیہ کی بات ہے۔ یہ تو بیوپار ہے۔ بیوپار کا کام ہی یہی ہے کہ ابھی تیز ہے۔ پھر جھٹ گم ہو گیا۔ اگر گاہک نہ ہو دیں تو دیکھئے کیسی جلدی ارزانی ہو جاتی ہے۔ جہاں ساور کی آگ بجھی گرانی سر سے گذر گئی۔ یہ تبلیغ اور شدھی والے ذرا خاموش ہو جاویں پھر ان بیوپاریوں کو ہوش آ جائیگی۔ مگر یہ تو ممکن نہیں کیونکہ ہر ایک کو اپنے گھر کی فکر ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ قومیت میں گھاٹا پڑتا ہے۔ ہندو کم ہو جائینگے۔ مسلمان کم ہو جائینگے۔ تو پتے کیا رہیگا۔

ایک اور مشکل آ بنی ہے جس کے واسطے اہلِ اسلام سخت ناراض ہیں کہ اُن کے پیشوا کے خلاف زبان کھولی جاتی ہے۔ اس واسطے انہوں نے گورنمنٹ پر زور دیکر ایک قانون تحفظ مذہب کا بنوا لیا۔ مطلب جس کا یہ ہے کہ ہمارے پیشوا کی عزت قائم رہے۔ اچھی بات ہے یہ مذہبی غیرت ہے اس کا فائدہ تو سب کو ہوا۔ مگر کیا ہمارے پیشوا ہماری مدد کے محتاج ہیں۔ اگر ہم ان کی عزت کی حفاظت نہ کریں تو کیا اُن کی شان گھٹ جاتی ہے لوگ ایسے بھی دنیا میں ہیں جو ذات الٰہی کے منکر ہیں لاکھوں ملحد ہیں۔ کیا خدا کی شان گھٹ گئی۔ چاند پر تھوکنے سے کیا ہوتا ہے۔ دیکھئے ایک مثال سے میرا مطلب واضح ہو جائیگا۔

جن دنوں مرزا قادیانی نے مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے سائیں چیت رام مرحوم زندہ تھے وہ مسیح کو مانتے تھے۔ انجیل ہر وقت پاس رکھتے۔ صلیب کا جھنڈا ہاتھ میں رہتا۔ کسی شخص نے اُن سے کہا کہ سائیں اب تو قادیان میں ایک مسیح پیدا ہو گیا ہے۔ اب کس مسیح کو مانو گے۔ سائیں چیت رام نے جواب دیا کہ سینکڑوں مسیح دنیا میں ہوئے۔ ہزاروں خدا بنے نہ تو کوئی خدا کی شان کو پہنچا نہ حقیقی مسیح کا مرتبہ کسی نے حاصل کیا۔ میرے مسیح کی شان میرے بنانے سے نہیں بنی۔ اُس کی شان اور عزت اُسی کی ہے وہ گھٹتی بڑھتی نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے ہادیوں کی عزت ان کے پیروؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ اُن کی حفاظت نہ کریں تو کون اُن کو پوچھیگا۔ اگر میرے بنانے سے مسیح بنتا ہے تو وہ مسیح نہیں وہ ایک ساختہ گرو ہو جائیگا۔ میرا مسیح خدا کا مسیح ہے وہ اپنی ذات میں کامل اور مستغنی ہے۔ کسی کی حفاظت کا محتاج نہیں وہ خود عالمین کا محافظ اور الٰہی شان کا مالک ہے۔ جھوٹے مسیح ہوا کریں اس کی شان نہیں گھٹتی۔

یہ ایک ایسے مسیحی فقیر کی شہادت ہے جو بے علم تھا۔ بے غرض تھا۔ یہی ہر ایک حقیقی مسیحی کا ایمان ہے۔

آجکل لوگ بڑے غیرتمند ہیں اور غیرت کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ رنگیلا رسول یا ورتمان کے مضامین حضرت محمد کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ سوامی دیانند نے کچھ کم مسیح کے خلاف نہیں لکھا مگر کبھی بھی مسیحیوں نے نالش کی دھمکی دی ہے؟ مسیحیوں نے اس کا جواب دیدیا۔ اُس کی مخالفت کی وجہ سے لوگ مسیحی ہونے سے باز نہیں آئے۔ ہزاروں ملحد اور لاکھوں بے دین ہوئے ہیں جنھوں نے مسیح کی مخالفت کی اور کرتے ہیں۔ مگر کیا نقصان ہے خدا کی خدائی کا انکار کرنے والے تباہ برباد ہو گئے خدا کی شان قائم ہے۔ ویسے ہی المسیح کی شان قائم ہے۔ جیسے وہ خود قائم بالذات ہے ویسے ہی اُس کی شان قائم ہے۔ کیا کسی مذہب کو قائم رکھنے کے واسطے ملکی قانون مفید ہو سکتا ہے۔ قیاصرہ روم نے سو تین صدیاں مسیحیت کو بیخ و بن سے اُکھاڑنے کی کوشش کی۔ وہ برباد ہو گئے۔ مگر مسیحیت خدا کے فضل سے قائم ہے۔

جرمن کے مشہور دہریہ والٹیر نے پیشگوئی کی تھی کہ انیسویں صدی کے آغاز سے پہلے مسیحی مذہب کا نام و نشان دنیا میں نہ رہیگا۔ ۱۸۰۰ء میں مسیحیوں کی تعداد دو ارب تھی اور ۱۹۰۰ء میں تعداد پانچ ارب ہو گئی۔ اب اگر والٹیر مردوں سے اُٹھ کر دیکھے تو اپنی پیشگوئی کا حشر دیکھ کر کیا حیران ہو گا۔ یا مارے شرم کے پھر قبر میں چلا جائیگا۔

اب اس وقت مسیحی خاموش ہیں مگر خدا کا کام رُکا ہوا نہیں یہ خمیر کی مانند ہے جو اندر ہی اندر اپنا کام کرتا جاتا ہے۔ یہ جھکڑ اور موسلا دھار بارش نہیں۔ خداوند فرماتا ہے کہ میں اسرائیل کے واسطے اوس کی مانند ہوں مگر تبلیغ کے واسطے کس قدر شور ہے۔ شدھی کے واسطے کتنا زور لگایا جاتا ہے۔ یہ سب روپیہ کی کھیل ہے۔

چنانچہ شدھی سبھا کے واسطے روپیہ کی اپیل کی جاتی ہے۔ کوئی سوامی جدانند روپیہ کے واسطے اپیل کرتے ہیں۔ بندہ ماتم کرتا ہے کہ جس طرح مسلمان تبلیغ اور تنظیم کے واسطے

دھڑا دھڑ روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ ہندو کیوں پیچھے رہے جاتے ہیں۔ شدھی سبھا کے واسطے روپیہ جمع کرنا چاہئے کہ کام نہ رک جاوے۔ اس کے مقابلہ پر مسلمانوں کا جوش دیکھئے۔ چنانچہ حال ہی میں لاہور کے قریب جو بازی گر مسلمان کئے گئے ہیں اُن کی نسبت اخبارات کیا لکھتے ہیں۔

بندے ماترم ۲۲ ستمبر ۲۶ء "بازی گروں کے قبول اسلام کا رانہ۔ انہیں ۳۵½ بگہ زمین ۳۲۶ روپیہ نقد زیورات اور برتن وغیرہ دئے گئے۔ ۱۸ ستمبر کو لاہور کے قریب موضع محمود بوٹی اور اس کے آس پاس دیگر دیہات میں جو ۱۲۶ بازی گر مسلمان بنائے گئے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس گاؤں کے مسلمانوں نے ۳۵½ بگہ اراضی ہبہ کر دی ہے اور ۳۲۶ روپیہ نقد بھی دئے ہیں۔ علاوہ انہیں مسلمانوں نے انہیں زیور۔ کپڑے اور برتن بھی بہت بڑی تعداد میں دیئے ہیں۔ چنانچہ زمیندار کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ انہیں کپڑے اور برتن تو اس کثرت سے دیئے گئے ہیں کہ جنکا حساب و شمار ہی مشکل ہے"۔

اب میرا صرف ایک سوال ہے کہ مسیحیوں پر جو ہمیشہ یہ لوگ طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں کہ مشنری لالچ دے کر لوگوں کو مسیحی کرتے ہیں۔ زمانہ حال میں کوئی ایسی نظیر مسلمان یا آریہ مشنریوں کے متعلق پیش کر سکتے ہیں؟ کیا یہ بازی گر تبلیغ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ اسلام کی حقیقت اور حضرت محمد کی نبوت کو سمجھ گئے ہیں۔ ۵۰ برس سے انجیل کا مبشر ہوں مجھے کوئی نظیر مسیحی مشنریوں کی ایسی نظر نہیں آتی کہ اس طرح لالچ دے کر مسیحی کئے گئے ہوں۔ بغیر تعلیم کے کسی ایک کو بھی ہم نے بپتسمہ نہیں دیا۔ واعظ

مولانا شوکت علی کلکتہ میں اس ارادے سے جا نیوالے ہیں کہ وہاں خلافت کے ایک لاکھ ممبر بنائینگے ؛

امرتسر میں گنگ کار نیوال کے گھوڑوں کی چوری

مقامی پولیس کی قابلِ تعریف مستعدی

از محکمہ اطلاعات پنجاب

امرتسر میں گنگ کارنیوال کے تین گھوڑے جنکی قیمت ۲ ہزار چھ سو روپیہ تھی چرائے گئے تھے پولیس کی بر وقت کارروائی اور مستعدی کی وجہ سے یہ گھوڑے مل گئے۔ ان کی چوری کی اطلاع کارنیوال کے منیجر نے مورخہ ۱۰ جولائی کو صبح کے ۸ بجے پولیس میں دی۔ سب انسپکٹر جمال دین اس واردات کی تحقیقات کے لئے فوراً مقرر کئے گئے۔ اُنہوں نے جرائم پیشہ اقوام کی "ریفارمیٹری" (اصلاحی سکونتگاہ) سراغ رسانوں (کھوجیوں) کو طلب کر لیا اور اُن کی مدد سے چوروں کا تعاقب شروع کر دیا۔ کھوجیوں نے امرتسر سے ۵ میل کے فاصلہ پر موضع رکھ پدی ضلع لاہور میں چوروں کا پتہ نکالا تو گاؤں والوں نے بتایا کہ چند آدمیوں نے ایک درخت کے ساتھ دو گھوڑے باندھ رکھے ہیں۔ سب انسپکٹر اور تعاقب کرنیوالی جماعت فوراً اسی طرف کو روانہ ہو گئی۔ آخر انہوں نے ایک شخص مسمی اندر سنگھ کو مع دو گھوڑوں کے گرفتار کر لیا۔ دو چور تو ایک گھوڑا اپنے ساتھ لیکر بھاگ نکلے لیکن چند روز بعد گرفتار کر لئے گئے۔ ملزم اندر سنگھ پر مقدمہ چلایا گیا عدالت نے اسے دو سال کی قید با مشقت اور ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی مال برآمد ہونے پر کارنیوال کے مالک نے سراغرسانوں کو ستر روپیہ اور سب انسپکٹر پولیس کو مبلغ پچاس روپیہ بطور انعام دیئے۔

اس واردات میں سراغ رسان جماعت کی کامیابی کی اصل وجہ یہی تھی کہ چوروں کا تعاقب فوراً شروع کر دیا گیا تھا۔

لاہور میں دسہرہ کی تقریب کے متعلق پولیس کے انتظامات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

سپرنٹنڈنٹ پولیس نے لاہور میں دسہرہ کے تیوہار کے متعلق جو ۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو منعقد ہوگا۔ مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے (۱) عوام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو شام کے ۴ بجے سے لیکر رات کے ۹ بجے تک وہ سڑک جو راوی روڈ اور سرکلر روڈ کے مقام اتصال اور بکی دروازہ کی چوکی چنگی کے مابین ہے صرف ایک ہی طرف کو گذرنے کے لئے استعمال کی جائیگی۔ یہ سڑک سرکلر روڈ کا وہ حصہ ہے جو شہر کے شمال کی طرف منٹو پارک کے قریب جہاں دسہرہ منایا جاتا ہے گذرتا ہے (۲) جو لوگ اس تیوہار پر جانا چاہیں یا سڑک کے رستے شاہدرہ یا اس سے پرے سفر کرنا چاہیں اُن کے لئے لازم ہے کہ وہ سرکلر روڈ پر سے شہر کی مغربی طرف سے جائیں اور راوی روڈ کی طرف سے منٹو پارک میں پہنچیں۔ تیوہار کے اختتام پر تمام گذرنے والوں کو سرکلر روڈ پر نولکھا کی طرف لاہور کے بڑے ریلوے سٹیشن کی طرف جانا چاہئے۔

(۳) روشنائی دروازہ سے جو سڑک حضوری باغ سے منٹو پارک کے میدان کو جاتی ہے وہ صرف پیدل اشخاص کے لئے کھلی رہیگی اور اس سڑک پر ۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو چار بجے شام ۹ بجے رات تک کسی قسم کی گاڑی کو گذرنے کی اجازت نہ ہوگی ؛

اُردو ٹریکٹ اور ہینڈبل

(خوب یاد رہے کہ یہ ٹریکٹ اور ہینڈبل ایک سو فی عدد سے کم کی تعداد میں فروخت نہیں ہوتے۔ نزدیک کے ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں تاکہ بھاری پارسلوں کے خرچ میں کفایت رہے)

عقیقہ۔ مسلمانوں میں رسم عقیقہ حقیقی قربانی یعنی مسیح کے خون کا نشان ہے۔ ایک آنہ فیصد اور ۸ رفی ہزار۔

پاکیزگی۔ حقیقی پاکیزگی دل سے واسطہ رکھتی ہے ایک آنہ فیصد اور ۸ رفی ہزار۔

کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں۔ پڑوسی کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ ایک آنہ فی صد اور ۸ رفی ہزار۔

مردہ نبی یا زندہ۔ زندہ نبی خداوند یسوع مسیح ہے۔ ۱ر فیصد اور ۸ رفی ہزار۔

فدیہ عظیم۔ مسیح یسوع ہی دنیا کا اصل فدیہ ہے ۱ر فیصد اور ۸ رفی ہزار

پروانہ اور تتلی (لڑکیوں کے لئے) ۱ر فیصد اور ۸ رفی ہزار۔

(یہ تمام ٹریکٹ اور ہینڈبل اردو زبان اور فارسی خط میں ہیں۔ بازاری منادی۔ بشارتی جلسوں اور تبلیغی مہم کے لئے خاص طور پر کارآمد ہیں۔ باقی اگلے نمبر میں درج ہونگے۔)

راحت افزا۔ قاضی خیراللہ صاحب کی مناجات اور ٹمپرنس نظموں، گیتوں اور بھجنوں کا مجموعہ صفحہ ۳۲۔ ۱ر

عالمگیر مذہب۔ مصنفہ خواجہ صاحب اس رسالہ میں کئی مذاہب کا مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ مسیحی دین ہی تمام دنیا، زمانوں اور تمام حالات کے لئے کارآمد اور مفید ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۳۶۔ ۳ر

دُرِ حکمت۔ مصنفہ سادھو سندر سنگھ صفحہ ۵۵ ۴ر

سیکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات ایک روپیہ آٹھ آنہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جن رکشا ۱عہ سے ۱۱لعہ تک اور گرد کونل عہ سے عہ تک مل سکتا ہے۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈماسٹر صاحب سکول ہٰذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مجرب علاج　۱۲/۴

دمہ کا تیر بہدف علاج

دمہ خشک ہو یا تر۔ نیا ہو یا پرانا تیر بہدف دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

بخار کی حکمی دوا

اس کے استعمال سے روزانہ تیئہ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲ر

تاپ تلی یا طحال کی لاثانی گولیاں

ان گولیوں کے استعمال سے چند ہی دنوں میں طحال اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے نہایت مجرب گولیاں ہیں قیمت ایک روپیہ ۱ر

المشتہر

ڈاکٹر اے۔ این۔ اوبیڈا یہ خورجہ ضلع بلند شہر

براہین نیرہ　۱۲/۴

یہ رسالہ اہل اسلام کے دعویٰ تحریف بائبل کا نہایت عالمانہ و محققانہ جواب ہے جس میں تاریخی اور زوردار دلائل سے اسلامی الزام تحریف بائبل کا کامل طور سے استیصال کر دیا گیا ہے اور مسلمانوں کی تمام غلط فہمیوں اور انکے ادہام باطلہ اور الزام خود ساختہ کی قابل دید تردید کی گئی ہے اگر آپ مسیحی مبشر و پادری ہیں اور مسلمانوں سے عموماً مذہبی گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہے تو نہ صرف آپ خود ہی اس رسالہ کو مطالعہ فرمائیں بلکہ اسکی متعدد جلدیں خرید کر اپنے تمام مشنوں کو بھیں اس نہایت ضروری ہتھیار سے مسلح کر دیں جو کہ آپ صاحبان کی میں موقع پر کامل دستگیری کریگا۔ کتابت۔ طباعت دیدہ زیب۔ کاغذ سفید چکنا قیمت مع محصولڈاک ہے۔ بہت جلد ہی بھیجئے ورنہ ختم ہونے پر اسکی ایک جلد آپکو کسی قیمت پر دستیاب نہ ہو سکیگی۔

مکافات عمل۔ شہنشاہ روم نیرو کے عہد سلطنت کی پردرد اور دل ہلا دینے والی داستان بطرز ناول۔ عبارات کی شستگی محاورات کی رنگینی مضمون کی دلچسپی طرز ادا اور محاکات کی خوبی قابل دید ہے۔ ایک بار پڑھ لینے سے اگر آپ کی زبان پر سوں تیرا نہ ہو تو ہمارا ذمہ۔ قیمت فی جلد ۲ر محصولڈاک ۲ر

ملنے کا پتہ۔ ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل ایل ایم ایل۔ ایم۔ بی قصور۔ کوٹ پیرانوالہ ضلع لاہور پنجاب

پادری ایچ۔ اے دائل صاحب ایس ٹی۔ ایم مینیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا!